اردو کمار بھارتی

جوابات : مشقی سرگرمی نامہ 4

سوال 1. (الف)

(۱) کہنے والا : مہاتما گاندھی
↓
جن سے کہا گیا : اجلاس کے شرکا
↓
مقام : احمد آباد
↓
وجہ : مہاتما گاندھی حسرتؔ کی قرارداد کے مخالف تھے

(۲) حسرتؔ کا تعلق انتہا پسند گروہ یعنی گرم دَل سے تھا۔ دوستوں کے سمجھانے کے باوجود انھوں نے حکومت سے شدید عداوت کا رویہ ترک نہ کیا۔ سوِل نافرمانی کی تحریک شروع ہوئی تو پولس انھیں گرفتار کرنے پہنچی۔ اگرچہ ان کے دل میں جیل جانے کی خواہش تھی مگر نافرمانی کا اظہار کرنے کے لیے وہ زمین پر اوندھے لیٹ گئے اور مزاحمت کرنے لگے۔ پولس مار رہی تھی مگر وہ نہیں اٹھتے تھے۔ سپاہیوں نے گھسیٹا تو انھوں نے گھاس پکڑ لی۔ آخر بڑی مشکل سے زبردستی لاری پر لاد کر لے جائے گئے۔

(۳) مولانا حسرتؔ موہانی کا تعلق گرم دَل سے تھا۔ وہ عدم تشدد کے قائل نہیں تھے بلکہ لوکمانیہ تلک، بپن چندر پال جیسے لیڈروں کے مسلح انقلاب کے نظریے کے حامی تھے۔ حسرتؔ جلد سے جلد مکمل آزادی چاہتے تھے اس لیے انھوں نے احمد آباد کے تاریخی اجلاس میں مکمل آزادی کی تجویز پیش کی۔ گاندھی جی نے اس تجویز کے خلاف تقریر کرتے ہوئے یہ جملہ کہا تھا۔ ان کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ حسرتؔ صاحب جس راستے پر لے جانا چاہتے ہیں اس کی دشواریوں کا کوئی اندازہ نہیں ہے۔ یہاں پانی کی گہرائی سے یہی مراد ہے کہ جو قدم اٹھانا ہے اس کے اثرات سے نہ واقف ہیں اور نہ اندازہ کر سکتے ہیں۔

سوال 1. (ب)

(۱)

نام
- شہر کا نام → سیستاں
- شاہزادے کا نام → دل
- بادشاہ کا نام → عقل
- ملک کا نام → تن

(۲) دل بادشاہ کی مجلس میں مترنم اور سریلی آواز میں گیت گانے والوں کی مجلس برپا تھی۔ مجلس میں موسیقی کے مختلف آلات تھے جیسے کمباچ، طنبور وغیرہ۔ اس مجلس میں تمام درباری، دوست احباب، قصہ بیان کرنے والے، اچھی عادت والے، لطیفہ گو، حاضر جواب، حسین وجمیل اور خوش اخلاق افراد شریک تھے۔ مجلس شباب پر تھی۔ چھیڑ چھاڑ، ہنسی مذاق اور مستی عروج پر تھی۔ اچانک ایک قصہ گو جس کی زبان عمدہ، بیان دلکش تھا، اس نے بات سے بات پیدا کرتے ہوئے آبِ حیات کا ایک تازہ قصہ پڑھا۔

(۳) سیستان شہر کا بادشاہ عقل تھا۔ اس کا ایک بیٹا شہزادہ دل تھا۔ شہزادے میں بے شمار خوبیاں تھیں۔ وہ اللہ کا سچا عاشق تھا۔ ہمیشہ اللہ کی یاد میں مشغول رہتا تھا۔ عالم باعمل تھا۔ ہر ایک فن میں ممتاز اور باکمال۔ وہ انتہائی سمجھدار، سوجھ بوجھ والا تھا۔ وہ عمدہ باتیں کرتا تھا۔ یہ ساری اعلیٰ صفات ہیں جو بادشاہت کے لیے بہت موزوں ہیں۔ عقل بادشاہ کو شہزادہ دل کی یہ صفات بھا گئیں اور اس نے ملک تن کی بادشاہی شہزادے کے سپرد کر دی۔ بادشاہ کا یہ فیصلہ بالکل درست تھا۔ بادشاہ نے بالکل صحیح ہاتھوں میں بادشاہی سونپی۔

سوال 1. (ج)

(۱) (i) بے روزگاری کی اہم وجوہات : (۱) بڑھتی ہوئی آبادی

(۲) ناقص نظام تعلیم

(ii) روزگار سے محرومی کے احساس کا نتیجہ : (۱) باغی ہو جانا

(۲) خودکشی پر مائل ہونا

(۲) بے روزگاری کے مسئلے کو دور کرنے کے لیے تعلیم کو روزگار سے جوڑنا ضروری ہے۔ اس مسئلے کی اہم وجہ بڑھتی ہوئی آبادی ہے اس لیے آبادی کو کنٹرول کرنا ضروری ہے۔ اس کے لیے خاندانی منصوبہ بندی پر عمل کرنا چاہیے۔ گاؤں دیہاتوں میں زراعت کی ترقی پر زور دینا چاہیے اور زراعت پر منحصر ضلعوں کو بڑھاوا دینا چاہیے۔ اس طرح دیہی علاقوں میں روزگار بڑھے گا تو شہری علاقوں میں نقل مکانی کا سلسلہ تھمے گا۔ چھوٹی اور گھریلو صنعتوں کو بھی بڑھاوا دینا چاہیے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ نوجوانوں کو ملازمت سے زیادہ اپنا روزگار کرنے کی جانب راغب کرنا چاہیے۔

سوال 2. (الف)

(۱)

(i) اللہ کی عظمت کا نشاں	←	صبح صادق کی سپیدی
(ii) اللہ کو سجدہ کرتا ہے	←	شب کا اندھیرا
(iii) منزل کا تقاضا ہے	←	اللہ
(iv) اللہ کے اوصاف بیان کرنے والے	←	چاند اور سورج

(۲) ہمارا روزانہ کا مشاہدہ ہے کہ دن ڈوبتا ہے اور رات آتی ہے اور رات کی کوکھ سے صبح نمودار ہوتی ہے۔ دراصل سورج اپنی جگہ قائم ہے اور زمین اس کے گرد گردش کرتی ہے۔ زمین کا جو حصہ سورج کے سامنے ہوتا ہے وہاں دن کا وقت ہوتا ہے اور جو حصہ سورج کے سامنے نہیں ہوتا وہاں رات کا وقت ہوتا ہے۔ چونکہ زمین اپنے محور پر بھی گردش کرتی ہے اس لیے اس کا ہر حصہ باری باری سورج کے سامنے آتا ہے اور سورج سے دور ہوتا جاتا ہے۔ اس طرح دن اور رات کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

(۳) **پسندیدہ شعر :** چشمِ بینا کو بصیرت، دلِ محزوں کو یقین

ڈوبتی آس کو تنکے کا سہارا، تو ہے

پسندیدگی کی وجہ : اس شعر میں شاعر نے بڑے خوبصورت انداز میں 'ڈوبتے کو تنکے کا سہارا' کہاوت کا استعمال کیا ہے۔ جب کوئی شخص تیرنا نہیں جانتا ہو اور وہ ڈوبنے لگے تو اسے کسی ایسے سہارے کی ضرورت ہوتی ہے جو اسے غرقاب ہونے سے بچا سکے۔ ایسے وقت اسے تنکے کا سہارا بھی بہت بڑا سہارا معلوم ہوتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح جب ساری امیدیں دم توڑ چکی ہوں تو اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات ہی انسان کے دل میں امید کی شمع بن کر روشن ہوتی ہے اور وہ مایوسی کے اندھیرے سے نکل پاتا ہے۔

سوال 2. (ب)

(ا)

(i) باغ — دشتِ جنوں

(ii) پردۂ رخسار — مہ تاباں

(iii) ابر — دیدۂ گریاں

(iv) قاتل — تیغ و نمک داں

(۲) **تشریح :** جو طائران خوش نوا پنجروں میں قید ہوتے ہیں ان کے لیے بہار کیا اور خزاں کیا۔ ان کے لیے تو شب و روز ایک ہی جیسے ہوتے ہیں۔ نہ وہ موسم گل کا لطف اٹھا سکتے ہیں نہ بہاروں کے مزے لوٹ سکتے ہیں۔ وہ تو بس حزن و ملال کا لبادہ اوڑھے قفس میں پھڑ پھڑاتے اور سلاخوں سے ٹکراتے رہتے ہیں۔ موسم بہار کب آتا ہے اور پت جھڑ کب شروع ہوتا ہے اس کا انھیں پتا ہی نہیں چلتا۔ شاعر کہتا ہے کہ بادِ صبا ایام بہاراں کے آنے کی خوشخبری لے کر پنجروں میں قید پرندوں کی طرف گئی ہے۔ اب شاید انھیں موسم گل کی آمد کا علم ہوگا اور وہ بہار کے تصور ہی سے خوش ہو لیں گے۔

(۳) لالہ و گل کا دشت جنوں سے گزرنا اور ان کے گریبان کا کانٹوں میں پھنس کر پھٹنا اس تصور کی بنیاد پر شاعر نے دنیا کو دشت جنوں یعنی ایک ایسا ویرانہ کہا ہے جو خار دار جھاڑیوں سے اٹا پڑا ہے۔ یہ خار انسان کی بد اعمالی اور عقوبت کے ہیں جو انسان کے کردار و عمل کا دامن ثابت نہیں رہنے دیتے ہیں۔ یہ شعر شاعرانہ تصور کے حسن کی عمدہ مثال ہے۔

سوال 2. (ج)

(ا)

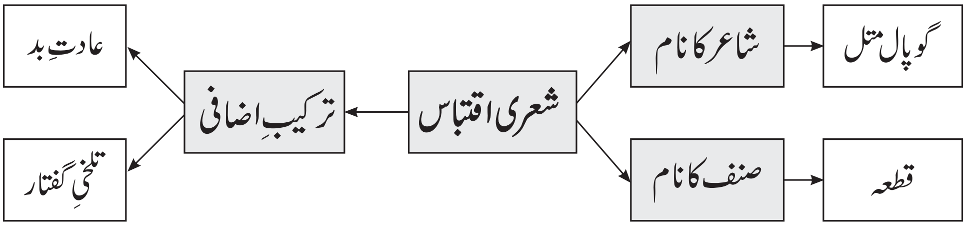

(۲) قطعے کا پیغام یہی ہے کہ کڑوی کسیلی باتیں کرنا بدترین عیب ہے اور اس بُری عادت سے ہمیں بہر حال اجتناب برتنا چاہیے۔ کیونکہ مذموم عادت محبت کے حق میں سمِ قاتل ثابت ہوتی ہے اور محبت کے رشتوں کو ختم کر کے دشمنی اور عداوت کے رشتے کو پروان چڑھاتی ہے۔

سوال 3.

(۱) ڈرامے کے کرداروں میں سے خلیفہ کا کردار مجھے زیادہ پسند ہے۔ یوں تو ابوالحسن کا کردار بھی زندگی سے بھرپور ہے لیکن خلیفہ کا کردار کئی لحاظ سے اہمیت کا حامل ہے۔ سب سے پہلی بات تو یہ کہ خلیفہ اپنی سلطنت کا بادشاہ ہونے کے باوجود عیش و آرام کی زندگی سے کوسوں دور ہے۔ اسے ہمیشہ اپنی رعایا کی فلاح و بہبود کا خیال رہتا ہے۔ وہ اپنی رعایا کے حالات سے واقفیت حاصل کرنے کے لیے راتوں میں بھیس بدل کر گشت کیا کرتا تھا اور اپنی رعایا کی ضرورتوں کو پوری کرنے کے لیے کوشاں رہتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ اپنی رعایا کی خواہشات کی تکمیل کی کوشش بھی کرتا تھا۔ جیسا کہ ابوالحسن کے واقعہ سے پتہ چلتا ہے۔ ابوالحسن کے واقعہ سے خلیفہ کے کردار کی اور بھی خوبیاں ظاہر ہوتی ہیں۔ مثلاً خلیفہ زندہ دل شخص تھا۔ وہ اپنی رعایا کے ساتھ سنجیدہ مذاق کرنے سے بھی باز نہ آتا تھا۔ لیکن اس کی وجہ سے اگر کسی کو تکلیف پہنچے تو اس کے ازالے کے لیے بھی ہر ممکن کوشش کرتا تھا۔ خلیفہ کی زندہ دلی، عوام کے تئیں فکر مندی اور عوام کی فلاح و بہبود کے لیے کیے گئے کاموں کی وجہ سے یہ میرا پسندیدہ کردار ہے۔

(۲) ایک رات خلیفہ موصل کے سوداگر کے بھیس میں ابوالحسن کے مہمان تھے۔ کھانے کے بعد خلیفہ نے اس کے لیے کچھ کرنے کی خواہش ظاہر کی تو ابوالحسن نے کہا کہ خدا اسے ہارون رشید کی جگہ ایک دن کے لیے خلیفہ بنادے تو وہ اپنے محلے کے ایک امیر آدمی اور اس کے چاروں گرگوں کو سو سو کوڑے لگوائے گا۔ یہ سن کر خلیفہ اسے بے ہوش کر کے اپنے محل میں لے گئے اور ایسا بندوبست کیا کہ وہ صبح اٹھ کر اپنے آپ کو خلیفہ سمجھے اور اپنی خواہش پوری کرلے۔ پھر رات میں اسے بے ہوش کر کے اس کے گھر پہنچا دیا۔ یہ خلیفہ کا مذاق تھا۔

دوسری ملاقات میں خلیفہ کو پتہ چلا کہ اس کے مذاق کی وجہ سے ابوالحسن کو کافی تکلیفیں اٹھانی پڑی ہیں۔ تب خلیفہ اسے دوبارہ بے ہوش کر کے محل میں لے آئے اور صبح بیدار ہونے پر پہلے ابوالحسن کی بوکھلاہٹ کا نظارہ کرتے رہے۔ بعد میں پردے کی آڑ سے نکل کر ابوالحسن کو ساری حقیقت بیان کی۔ ابوالحسن نے خلیفہ سے درخواست کی کہ اسے کبھی کبھی ملنے کی اجازت دی جائے۔ تب خلیفہ نے اپنے وزیر جعفر سے کہا کہ وہ آج سے ابوالحسن کو اپنا مصاحب خاص مقرر کرتے ہیں۔ اس کو ایک مکان دیا جائے اور ماہانہ تنخواہ مقرر کی جائے اور اب تک جتنے کوڑے اس نے کھائے ہیں اتنی ہی اشرفیاں اسے انعام میں دی جائیں۔ یہ خلیفہ کا حکم تھا۔

(۳) درج ذیل میرے پسندیدہ کردار ہیں :

(الف) مسرور : یہ خلیفہ ہارون رشید کے خادموں کا ایک سردار ہے جو خلیفہ کی خدمت پر مامور ہے۔ یہ خلیفہ کے احکامات کا پابند ہے۔ روزانہ صبح سویرے خلیفہ کو نماز کے لیے جگانا اس کی ذمہ داری ہے۔

(ب) کافور : یہ ایک حبشی غلام ہے۔ خلیفہ کے حکم پر ابوالحسن کے کپڑے تبدیل کر کے اسے اس کے مکان پر پہنچا دیتا ہے۔

(ج) ابوالحسن کی ماں : ڈرامے کا اہم کردار ہے۔ وہ اپنے بیٹے ابوالحسن سے بہت پیار کرتی ہے۔ داروغہ سے ابوالحسن کی رہائی کے لیے بہت منّت سماجت کرتی ہے۔

سوال 4. (الف)

(۱) (i) مخلوط جملہ

(ii) مفرد جملہ

(۲) (i) نیچا دکھانا

(ii) رنگ لانا

(۳) (i) آ بیل مجھے مار

(ii) چار دن کی چاندنی پھر وہی اندھیری رات

(۴) (i) نعت

(ii) رباعی

(۵) صنعت تضاد کی تعریف : شعر میں جب متضاد الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں تو اسے 'صنعت تضاد' کہتے ہیں۔

مثال : من کے ہارے ہار ہے پیارے   من کے جیتے جیت

سوال 4. (ب)

(۱) (i) حرفِ جار – کو

(ii) اضافی ترکیب – تعلیم کے موضوع

(۲) (i) مضاف : کانگریس

(ii) مضاف الیہ : تاریخی جلسہ

(۳) (i) خندق

(ii) تسلا

(۴) (i) (۱) ناوں – نام (۲) سوں – سے

(ii) عبادت، عبا، باد، بات، دعا، تابع وغیرہ۔

(۵) (i) سابقہ 'خوش' سے بنے ہوئے الفاظ : خوش مزاج، خوش اطوار

(ii) لاحقہ 'نواز' سے بنے ہوئے الفاظ : غریب نواز، باصرہ نواز۔

سوال 5. (الف)، (ب) اور (ج) ...

اطلاقی تحریری سرگرمیوں کی خود سے جانچ کرنے کی بابت ...

اطلاقی تحریری سرگرمیوں میں طلبہ سے توقع کی جاتی ہے کہ جواب میں اپنے خیالات اور تصورات کو اپنی زبان میں لکھیں۔ان سرگرمیوں کی نوعیت آزادانہ جواب کی ہوتی ہے۔طلبہ ان کے جوابات اپنے طور پر لکھیں۔

اس مضمون کے حل شدہ پہلے سرگرمی نامے میں اطلاقی تحریری سرگرمیوں کے جوابات کا طلبہ مطالعہ کریں؛ تقسیم نمبرات کے نکات کو ذہن نشیں کریں اور اپنے لکھے ہوئے جوابات کی خود ہی جانچ کرنے کی کوشش کریں۔حسب ضرورت اپنے اساتذہ سے رہنمائی حاصل کریں۔

اطلاقی تحریروں کے مزید مطالعے کے لیے **'نونیت اردو زبانِ اوّل اطلاقی تحریر: دسویں جماعت'** کی کتاب میں دیے گئے اطلاقی تحریر کے نمونوں کو ضرور پڑھیں۔

★★★